میٹھی سی دھوپ

ماہ وش طالب

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ماہ وش طالب

میٹھی سی دھوپ

پیار نال نہ سہی غصے نال ویکھ لیا کر
بیماراں نوں شفا مل جاندی اے

مٹیالی فضا میں دھوپ چھن چھن کر اس گھر کے صحن میں داخل ہو رہی تھی' آنگن میں لگے واحد انار کے درخت پر خوب ہرے ہرے انار جلوہ گر ہو چکے تھے۔

''اس ماہ کی اٹھائیس کو ننھی باجی کی شادی ہے' ابھی تک ڈھنگ سے شاپنگ نہیں کی ہم نے۔'' کچن سے برآمد ہوتی بیلا سلائی مشین پر پھرتی سے ہاتھ چلاتی خولہ سے مخاطب ہوئی۔

''اوہو تو ہم کون سا تینوں دن مدعو ہیں' مہندی بارات ہی ہے' کوئی بھی پہن لیں گے نکال کے۔''

''دو دن جانا ہے اور وہ بھی پرانے کپڑوں کے ساتھ میں پھر جوتے تو نئے ہی لوں گی جو مرضی ہو جائے۔'' بیلا کو اس کی بے نیازی اچھی نہ لگی۔

''ٹھیک ہے.... سبز سوٹ کے ساتھ تو میں نے بھی ٹاپس میچ کرنے ہیں۔''

''اچھا تو پھر چلتے ہیں نا ابھی'' وہ پاس رکھے پلنگ پر بیٹھ گئی اور اس کی توجہ دیکھ کر اور پھیل گئی۔

''پاگل ہو.... جانا کہاں ہے اچھرہ بازار.... ڈیڑھ گھنٹہ تو راستے میں ہی لگ جائے گا' پھر تم کھپاتی کتنا ہو۔ رات ہو جائے گی۔ کل پرسوں آرام سے چلیں گے۔'' وہ اس کے اتاولے پن پر حیران ہوئی۔

''میٹرو ہے نا جلدی پہنچ جائیں گے۔''

''اوئیں ای.... میٹرو اڑ کے جاتی ہے کیا.... اوپر سے سارا رستہ لٹک کر جاؤ.... صبر نہیں ہے' کل چلتے چلیں گے۔''

''اچھا جی۔''

''خولہ اٹھ کے کنڈی لگالو' میں صفیہ کے ہاں جا رہی ہوں۔'' اماں چادر لپیٹتی دوسرے کمرے سے برآمد ہوئیں۔

''یہ دیکھو' ہم لوگ جس شادی میں جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں' اماں اس شادی کے کینسل ہونے کی تدبیریں لڑا رہی ہیں۔''

''ارے کیا کہہ رہی ہو۔'' بیلا کی سمجھ میں خاک نہ آئی۔

''عرفان بھائی کی امی سے باتیں کریں گی اماں ننھی باجی کی طرف سے ان کا دل کھٹا کرنے کی' ایک دو بار ننھی باجی کا بی پی لو ہو گیا تھا نا' جب ہمارے ساتھ مین بازار گئی تھیں' اماں صفیہ خالہ کو الرٹ کرنے جا رہی ہیں'' خولہ دھاگہ لپیٹتے ہوئے بے دلی سے بتا رہی تھی۔

''کیا' اماں کیوں کر رہی ہیں ایسا؟ تمہیں کس نے کہا ہے۔'' بیلا پریشان ہوئی۔

''اماں کی سادگی کا پتا ہی ہے تمہیں' وہ چاہتی ہیں عرفان بھائی سے میری یا تمہاری بات بن جائے' دبے لفظوں میں مجھے بھی اپنے ارادوں کا رازداں بنا چکی ہیں۔''

''کیا' کیا؟ حد ہو گئی.... اماں اتنی دور کی رشتہ داریاں جوڑ رہی ہیں' ہم تو جانتے بھی نہیں صحیح سے انہیں۔ اور سب سے بڑی بات نا' کہ باجی کا رشتہ وہاں طے ہے' دونوں دور کے خالہ زاد ہیں۔ بھلا صفیہ خالہ' اماں کی باتوں پر یقین کریں گی.... تم نے منع کرنا تھا اماں کو۔'' بیلا تپ گئی جبکہ خولہ خاموشی سے قمیص طے کرنے لگی' اس نے اماں کو کتنا سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر ان کی اپنی منطق تھی۔

''تو بھلا۔ میں تو خیر خواہی کے خیال سے ایسا چاہ رہی ہوں' بیمار لڑکی کے بارے میں انہیں پتا ہونا چاہیے۔''

''لاحول ولا....'' خولہ جان گئی کے مزید سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

☼ ☼ ☼

''بھائی اس فیروزی والے جوتے کی کیا قیمت ہے؟''

آدھے سے زیادہ دن بازار کی خاک چھاننے کے بعد خولہ نے تو اپنے لیے بندے پسند کر لیے' مگر بیلا کے مزاج ہی اونچے تھے' کبھی جوتے کا رنگ پسند نہ آتا اور کبھی دکان دار کی بتلائی قیمت۔

''بائیس سو کا ہے باجی'' بیلا منہ کھولے خولہ کی جانب دیکھنے لگی اور پھر وہ سیٹ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"باجی آپ پہلی بار آئی ہیں' بیٹھ جائیں کم کردوں گا میں اور ڈیزائن دکھاتا ہوں آپ کو۔"

"نہیں بھائی ہمیں نہیں پسند۔"

"باجی دیکھ تو لیں' دیکھنے میں کون سا بل آئے گا۔"

وہ پھر سے بیٹھ گئیں.... دکان دار نے بیسیوں ڈیزائن دکھائے مگر پھر وہی ڈیزائن' رنگ یا قیمت کا مسئلہ' خولہ نے اسے کہنی مار کر اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"باجی اب بتائیں کون سی پیک کروں" اپنے تیل سے چپڑے پف کو دائیں ہاتھ سے سنوارتا دکان دار بولا۔

"نہیں ہمیں نہیں لینی۔" وہ تیزی سے کھڑی ہو گئیں۔

"اے تے کوئی گل نہ ہوئی' دو گھنٹا میں تہاڈے نال سر کھپایا" دکان دار شرافت کا لبادہ پھینک اپنی اوقات پر آچکا تھا۔

"آرام سے بات کریں' میں نے کہا تھا کہ ساری دکان پھرولو...." بیلا کہاں دبنے والی تھی' خولہ اسے بازو سے پکڑ کر دکان سے باہر لے آئی پیچھے دکان دار کی بڑبڑاہٹیں جاری تھیں۔

☼ ☼ ☼

"میں نے نہیں جانا شادی پر۔"

"کیوں' اب کیا آفت آپڑی ہے۔ اتنے جوڑے پڑے ہیں کوئی سا بھی میچ کر کے پہن لینا۔ زیادہ نخرے نہ دکھاؤ۔ اماں کی جوتیاں کھاؤ گی پھر...." خولہ اسے تنبیہہ کر رہی تھی۔

"ہونہوں۔" بیلا چارپائی پر چت لیٹی تھی' منہ بسور کر کروٹ لے لی۔ تاروں بھرے سیاہ آسمان کے نیچے بھی جگمگ ستارے چمک رہے تھے' مہندی کی خوشبو چندہ باجی کے کھلے صحن میں پھیلی تھی۔ ڈھولک کی تھاپ' سریلی آوازیں بے گاتی' تالیاں بجاتے اور آنچل سنبھالتے ہاتھ.... ننھی نظر اٹھا کر محفل کی طرف دیکھتی اور پھر شرما کر نگاہیں جھکا لیتی.... یکایک لڑکے والوں کی آمد کا شور اٹھا' سب لڑکیاں بالیاں ڈھولک چھوڑ' پھولوں سے لدی پلیٹیں پکڑے قطار میں ڈیوڑھی کے اطراف کھڑی ہو گئیں۔ بیلا جی اپنا نیلا فراک اور سرخ — لیس سے بھرا گولڈن دوپٹا سنبھالتی کھڑی ہو گئی' جانے پہچانے لوگوں سے سلام دعا اور پھول پھینکنے کے بیچ میں ہی ایک اجنبی شناسا چہرہ نظروں کے سامنے آیا' بیلا کا دل تیزی سے دھڑکا اور پھول چھڑکتا ہاتھ ہوا میں ہی رکا رہ گیا۔ وہ اجنبی بھی بیلا کی آنکھوں میں ادھوری شناسائی بھری نظر ڈال کر آگے بڑھ گیا۔

"یہ یہاں کہاں سے آگیا...." بیلا خالی پلیٹ لیے ہجوم کی جانب بڑھ گئی۔ اماں کی فضول کی کوششوں کے باوجود یہ شادی ہو رہی تھی۔ وہ اپنی ماں کی ایسی حرکتوں سے ہمیشہ بہت خائف رہی تھی۔ کسی کی ٹوہ لینا غیبت کرنا اور کبھی کبھی انتہائی ضرورت پڑنے پر بات ادھر سے ادھر پھیلانا.... ٹھنڈی سرمست ہوا سارے میں پھیلی بڑا پرسکون کر رہی تھی' تبھی اس کا دھیان اس اجنبی کی طرف چلا گیا وہ شادی والے دن بھی تھا' یعنی لڑکے کا قریبی جاننے والا۔

بیلا نے اس شخص کو پہلی بار اکیڈمی میں دیکھا تھا وہ بی اے پارٹ ٹو کی تیاری کر رہی تھی' نہیں جانتی تھی کہ وہ لڑکا وہاں پڑھتا ہے یا پڑھاتا ہے۔ پرکشش گندمی رنگت اور ہلکی سی شیو اسے اکیڈمی کے داخلی دروازے پر ایستادہ دیکھ کر وہ خواہ مخواہ ہی نظریں جھکا گئی۔ اور پھر واپسی پر بھی اس نے دیکھا مین سڑک سے وہ سیدھا اس کے محلے والی سائڈ پر آرہا تھا۔ نکڑ پہ واقع کریانہ اسٹور سے پھر نجانے کہاں غائب ہو گیا۔ اور پھر امتحانات بھی آپہنچے' ننھی باجی کی شادی کی تاریخ طے ہوئی تو اس کی تیاریوں میں مصروف ہو کر وہ سب بھول گئی۔ لیکن چار مہینوں بعد وہ اس انداز میں سامنے آیا کہ وہ حیران نہ ہوتی تو کیا کرتی.... کتابی چہرے پر دلفریب سی مسکراہٹ آن ٹھہری' خولہ کے آواز دینے پر ہونٹ سمیٹے' دل کا بھید اتنی آسانی سے تو نہیں کھولا جا سکتا نا....

☼ ☼ ☼

بیلا کا رزلٹ آیا تھا اس نے فرسٹ ڈویژن میں بی

اسے پاس کر لیا تھا۔ اماں تو گھر گھر مٹھائی دینے خود پہنچیں۔

"آئے ہائے آج کل کے تو لوگوں کی دیدہ دلیری پر میں حیران ہوں' اپنی اوقات ہی بھول جاتے ہیں۔"

"کیا ہوا اماں کس نے کچھ کہا۔" وہ اور خولہ پالک کاٹ رہی تھیں' جبکہ بیلا باورچی خانہ سمیٹ رہی تھی۔

"ارے وہ جو صفیہ ہے نا اپنی نمھی کی ساس' اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے بیلا کا رشتہ مانگ رہی تھی.... اتنا پاگل سمجھ رکھا ہے' اپنے کماؤ پوت بیٹے کے وقت نہ نظر آئی میری بیٹیاں اور اس نکمے کے لیے میری بیٹی کا ہاتھ مانگ لیا منہ کھول کے" سنک صاف کرتی بیلا کے کان کھڑے ہوئے۔

"کیا کرتا ہے ان کا بیٹا؟"

"سولہویں کر رہا ہے کہ پتا نہیں پیپر دیے ہیں ابھی اور ساتھ میں اکیڈمی میں بھی پڑھاتا ہے' جہاں بیلا بھی جاتی ہے۔" گلاس ٹوکری میں لگاتی بیلا کے ہاتھ سے چھوٹا تھا۔

"یہ کیا...."

"پھر آپ نے کیا کہا.... نکما تو نہیں ہوا نا' کماتا ہی ہے وہ بھی" خولہ کچرے کو سمیٹ رہی تھی۔

"میں نے تو صاف منع کر دیا' اکیڈمی سے کتنا کما لیتا ہوگا؟ ویسے بھی ایسی نوکری کا کیا اعتبار۔"

"اماں' آپ ابو سے پوچھ لیں کیا نام ہے لڑکے کا' کیا پتا بیلا جانتی ہو۔"

"بیلا کے جاننے نا جاننے سے کیا ہوگا' دسیوں محلے کے لڑکے پڑھتے ہیں وہاں اور اپنے ابو کی تم رہنے ہی دو' ان میں اتنی عقل ہوتی تو مجھے فکریں کرنے کی کیا ضرورت۔" خولہ چپکی ہو رہی۔

"ایاز نام ہے لڑکے کا.... شادی پہ دیکھا تھا میں نے ہے تو ویسے ہلکی عمر کا.... لیکن خیر چھوڑو پیاز لے کر آؤ ٹوکری میں سے۔" خولہ کچن میں آئی تو گم صم کھڑی بیلا کو دیکھ کر وہ ٹھٹک گئی۔

✲ ✲ ✲

"اماں کتنی جلد باز ہیں.... بھلا۔" رات کو خولہ نے اسے تفصیل بتائی' بیلا کی سمجھ میں نہ آئی کہ جواب میں کیا کہے' غصہ' دکھ' چڑچڑاپن۔

"تم بتاؤ کوئی ہیں ایاز نامی سر تمہاری اکیڈمی میں" خولہ نجانے کیا کھوج لگانا چاہ رہی تھی۔

"ارے مجھے کیا پتا! میں نے نام نہیں سنا یا شاید سنا ہو یاد نہیں' مجھے ایاز نام کے کسی ٹیچر نے نہیں پڑھایا" وہ کروٹ لینے لگی پھر خیال آنے پر کچھ دیر بعد خولہ کو پکارا۔

"ویسے اماں کو کم از کم ابا سے مشورہ کر کے انہیں جواب دینا چاہیے تھا۔" اور اس ایک جملے میں چھپا جذبہ خولہ نے محسوس کر لیا.... کاش' امید.... خوشی.... یہ تینوں چیزیں ریورس ڈائریکشن میں بیلا کے لہجے سے چھلکی تھیں۔ خولہ خاموش رہی.... اپنی ہم عمر بہن کا بھرم توڑنے دینا نہیں چاہتی تھی وہ۔ ساتھ والی چارپائی پر لیٹی بیلا کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔ وہ اس ایاز نامی اجنبی کو اچھی طرح سے تو جانتی تھی.... مگر اب سوچ رہی تھی کہ وہ اس نام سے ناواقف رہتی تو اچھا تھا.... کچھ خواہشیں اس قدر ظالم ہوتی ہیں کہ پوری ہو کر بھی ادھوری رہ جاتی ہیں.... اور ایسی صورت میں دل کی تکلیف اور بڑھ جاتی ہے۔

✲ ✲ ✲

"اماں آپ ذرا صبر سے کام لیتیں.... اب تو وہ لوگ گھر چل کر آئے ہیں.... ابو سے' بیلا سے تو پوچھ لیں...." اس بار تو خولہ کو بھی اماں کے غرور پہ غصہ آیا۔

ہفتے بعد صفیہ خالہ اور رحیم چاچا خود آئے تھے۔ اماں نے ناگواری سے انہیں پھر ٹال دیا۔

"جب وہاں رشتہ جوڑنا ہی نہیں تو مشورہ کر کے وقت ضائع کرنے کا فائدہ" اماں غسل خانے سے کپڑے سرف میں بھگو کر نکلیں۔

"آپ ضد میں یہ سب کر رہی ہیں....

بھلا گونگلو سے عرفان بھائی ہماری بیلا کے ساتھ سوٹ کرتے۔" خولہ نے بھی جرات کر ہی لی جو اماں کو ہرگز اچھی نہ لگی۔

"تم آپے میں رہو' میری اماں بننے کی ضرورت نہیں... بالشت بھر کی لڑکی کیسے میرے منہ کو آرہی ہے۔" اماں اسے گھور کر دوسرے کمرے میں چلی گئیں بیلا بھی بے وقت سو رہی تھی۔ بہت دیر تک سوچنے کے بعد آخر اسے اس معاملے کو سلجھانے کا واحد حل مل ہی گیا۔ اس نے اگلی شام ابو کو اس صورت حال سے آگاہ کیا' اس وعدے پر کہ اس کا نام بیچ میں نہ آئے اور ابو پہلے حیران' پھر پریشان اور اپنی بیٹی کی اس شرارت بھری ہمت پر پھر حیران ہوئے۔ اماں جو اپنے شوہر کی اس رشتے پر رضامندی پر چڑھ دوڑنے لگی تھیں۔ ابو کے ہمت پکڑنے پر پسپا ہو گئیں۔

"تم نے پہلے تو مجھے ہوا نہیں لگنے دی اس بارے میں' کیا میں مر گیا تھا کہ اپنی بیٹی کے لیے صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا... وہ تو بھلا ہو جو تمہاری بدتمیزی کے باوجود لڑکے کے ابو نے' اپنا سرفراز نے مجھ سے دوبارہ بات کی' میرا پرانا یار ہے وہ' اتنے اچھے لوگ ہیں' تم تو مجھے شرمندہ کرانے لگی تھیں ان کے سامنے' کیسے خود ہی اپنی مرضی سے فیصلہ کر کے بیٹھ گئیں۔" ابو حق بجانب تھے۔ اماں تو آئیں بائیں شائیں ہی کرتی رہ گئیں اور خولہ... وہ بیلا کو ڈھونڈ رہی تھی۔ نجانے کہاں غائب رہتی تھی آج کل وہ... خولہ پورے گھر میں ڈھونڈنے کے بعد چھت پر گئی تو وہ زینے کی طرف پشت کیے منڈیر کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

پیار نال نہ سہی غصے نال ویکھ لیا کر
بیماراں نوں شفا مل جاندی اے

اس نے بیلا کا پسندیدہ گانا اسی کے لیے گایا۔ بیلا رخ موڑے خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔

"بہت ہی اجنبی سی ہو گئی ہو تم۔" خولہ سامنے والی چھت کا ویران آنگن دیکھنے لگی۔

"نہیں تو۔" اس نے نظریں چرائیں۔

"ویسے تو میرا ارادہ تھا کہ تمہیں خوب تڑپا تڑپا کر بتاؤں لیکن تمہاری بسورتی شکل دیکھ کر پلان کینسل۔"

"کچھ ہوا ہے۔"

"بہت کچھ...."

"پہیلیاں مت بجھواؤ...."

"ہم م م...." اور پھر خولہ نے اسے الف سے ی تک ساری تفصیل بتا ڈالی۔

"تم نے کیا یہ بھی بتایا ابا کو کہ میں اس لڑکے کو...."

بیلا نے زبان دانتوں تلے داب لی۔

"مجھ سے کچھ چھپا نہیں سکتیں تم" خولہ کے لہجے میں اعتماد بھرا شکوہ تھا۔

"مجھے معاف کر دو... اگر میں کچھ بتاتی اور سب یک طرفہ ہوتا تو بتاؤ پھر میں کیا کرتی خولہ۔ میں خود سے بھی نظریں نہ ملا پاتی۔" وہ نادم سی اسے وضاحت دے رہی تھی۔

"صحیح کہہ رہی ہو تم.... جذبہ محبت کو بات بے بات بے پردہ نہیں کرنا چاہیے۔ اپنا نصیب انسان خود تھوڑی لکھتا ہے' کون جانتے کب کیا ہو جائے۔" بیلا کھلے دل سے مسکرائی۔ اس کی سمجھ دار بہن واقعی ہی اسے سمجھتی تھی۔ مگر اماں کو کون سمجھائے۔ جو جس کے نصیب میں ہو وہ اسے بہر صورت مل کر رہتا ہے۔ جیسے بیلا کا صفیہ خالہ کے گھر جانا اس کے مقدر میں ہی تھا' مگر اس طرح نہیں جیسے اماں چاہتی تھیں' کسی کا حق چھین کر' بلکہ عزت سے مان سے اور محبت سے' جو قدرت چاہتی تھی۔ خولہ اس کے ساتھ سورج غروب ہونے کا نظارہ دیکھنے لگی۔

☆ ☆